لبنان پر منڈلاتا جنگ اور خانہ جنگی کا خطرہ

جنوبی لبنان اور اسرائیل کے درمیان ہر روز میزائلوں کا تبادلہ ہورہا ہے۔ یہ وقتاً فوقتاً ہونے والے مظاہرے کب جنگ کا روپ اختیار کرلیں، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ لبنان میں حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان کا معرکہ کوئی نیا نہیں ہے۔ دونوں فریقوں کے درمیان 2006 میں ایک زبردست جنگ ہوچکی ہے اور اس کے بعد اسرائیل کو لبنان سے جو زبردستی کھو کھلی جنگ ہوئی تھی اس کا خطرہ ہے۔

شاہنواز احمد صدیقی

لبنان میں دو پڑاؤ حریفوں اسرائیل اور حزب اللہ کے درمیان گاہے گاہے تو پھر جھڑپیں ہورہی ہیں۔ جنوبی ایشیا میں موجودہ دھماکہ خیز صورت حال کے دوران یہ جھڑپیں ایک اور میدان جنگ کو کھول سکتی ہیں۔ اب تک بغیر جنگ چھڑے اسرائیل اور حزب اللہ ایک دوسرے کے خلاف جس درجہ کی کارروائیاں کررہے ہیں، اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ممکنہ جنگی تصادم کس شدت اور نتیجہ کا ہوگا۔

ایک طویل عرصہ تک خانہ جنگی، غیر قانونی مداخلت اور اسرائیلی جارحیت کا شکار رہے لبنان میں آج جو صورت حال ہے وہ خطے اور بین الاقوامی برادری دونوں کے لیے تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے۔ امریکی سفارت کاروں، خفیہ ایجنسیوں کی ایک متحرک ٹیم لگاتار لبنان میں مختلف سیاسی، غیر سیاسی، فوجی گروپوں کے ساتھ مذاکرات کررہی ہے۔ لبنان میں اس وقت کوئی بھی سیاسی عہدیدار مستقل نہیں ہے، پارلیمنٹ کی اسپیکر سے لے کر صدر، وزیراعظم اور کابینہ کے وزرا کی تقرری نہیں ہوپاتی ہے۔ اقتصادی بحران کو دور کرنے کے لیے فرانس، قطر، سعودی عرب، امریکہ اور دیگر بین الاقوامی ادارے، آئی ایم ایف وغیرہ حالات کو بالکل ہاتھ سے نہ نکلنے کے لیے ہر ممکن کوششیں کررہے ہیں۔ اس دوران جنوبی لبنان اور اسرائیل کے درمیان ہر روز میزائلوں کا تبادلہ ہورہا ہے۔ یہ وقتاً فوقتاً ہونے والے مظاہرے کب جنگ کا روپ اختیار کرلیں، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔

لبنان میں حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان کا معرکہ نیا نہیں ہے۔ دونوں فریقوں کے درمیان 2006 میں ایک زبردست جنگ ہوچکی ہے اور اس کے بعد اسرائیل کو لبنان سے کچھ عاقلوں کو خالی چھوڑ کر جانا پڑا تھا۔ اس کے بعد سے اب تک کوئی خاص معرکہ تو نہیں ہوا ہے مگر جنگی مواقع پر دونوں میں اچھی خاصی جھڑپیں ہوچکی ہیں مگر 7 اکتوبر 2023 کے بعد سے حماس اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کے بعد سے فلسطینیوں کی آزادی کی کوشش کے لیے مدد پہنچانے کا دعویٰ کرنے والی حزب اللہ نے حماس کو ہر ممکن اخلاقی، عسکری اور سفارتی مدد پہنچانے کا اعلان کیا ہے۔ اسرائیل کے خلاف حماس مسلسل کارروائیاں کررہا ہے، ایران کی حمایت یافتہ دیگر گروپ اور عسکری گروپ مختلف ملکوں اور آبی راہ داریوں پر اسرائیل کے مفادات کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس صورت حال نے لبنان کے لیے ایک بہت سنگین صورت پیدا کردی ہے۔ اسرائیل پر کئی مرتبہ حزب اللہ کی طرف سے حملے ہوئے ہیں جس پر اسرائیل نے ایران کے حمایت یافتہ گروپوں کو شام، عراق اور لبنان میں نشانہ بنایا ہے۔ اسرائیل نے کھلے عام حزب اللہ کے ٹھکانوں اور مختلف اہم مقامات کو نشانہ بنایا۔ جون کے وسط میں اسرائیل نے اعلان کیا ہے کہ اب وہ لبنان میں حزب اللہ کے خلاف جنگ کرنے کا اسرائیل کی سیاسی اور فوجی قیادت غزہ کی طرح لبنان کو بھی برباد کرنے کا اعلان کرچکی ہے۔ لبنان کے سامی اور سیاسی ڈھانچہ بہت پیچیدہ ہے اور کئی سالوں سے وہاں کوئی بھی سرکاری عہدہ، عہدیدار نہیں ہے۔ پورا نظام حکومت Adhocism پر چل رہا ہے۔ عبوری عہدیدار روز کا کام کاج چلا رہے ہیں۔ کوئی بھی ادارہ پارلیمنٹ، صدر یا وزیراعظم اس کی کابینہ نہیں ہے، پارلیمنٹ کا اسپیکر نہیں ہے، سرکاری فوج کو اپنے اہلکاروں کو دینے کے لیے سرمایہ نہیں ہے۔ سازوسامان خریدنے کے لیے یا روزمرہ کے اخراجات چلانے کے لیے رقم نہیں ہے۔

قطر لبنانی فوج کے اخراجات کو برداشت کررہا ہے اور وہاں کسی حد تک اس ملک کا رتبہ برقرار رکھنے کی کوشش کررہا ہے۔ آج لبنان کو مستحکم ملک بنانے کے لیے قطر کا کردار کافی اہم ہے اور مختلف متحارب فریقوں میں صلح کرانے کی کوشش کررہا ہے۔ کرنسی بالکل ڈوب چکی ہے اور لبنان کا ایک روپیہ اپنے ملک میں قابل قبول نہیں ہے تو سارا نظام امریکی ڈالر سے ہورہا ہے۔ اس طرح لبنان کا سکہ رائج الوقت امریکی ڈالر ہے۔

اسرائیل کی حالیہ دھمکیوں اور جوابی دھمکیوں سے مغربی ایشیا کی صورت حال دن بدن بگڑتی جارہی ہے۔ وہ ملک جس کی اپنی خود کی فوج کو روٹیوں کے لالے پڑ رہے ہیں، اس صورت حال میں حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان جنگ کے خطرے کے پیش نظر خوف وہراس میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ امریکہ مکمل جنگ کے خطرے میں سرگرم ہے مگر امریکہ کی مجبوری یہ ہے کہ وہ فریقین میں مذاکرات نہیں کرا سکتا ہے کیونکہ وہ حزب اللہ کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ حزب اللہ لبنان کی سب سے طاقتور سیاسی پارٹی اور عسکری گروپ ہے۔ اس لیے 7 اکتوبر کے بعد سے اب تک اسرائیل کے خلاف سب سے زیادہ سخت کارروائی حزب اللہ نے ہی کی ہے۔

حزب اللہ — اسرائیل کے خلاف ایک متوازی فوجی کارروائی برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اس نے دھمکی دی ہے کہ اگر اس پر اسرائیل حملہ کرتا ہے تو اس کے شہر حیفہ پر خطرناک حملہ ہوگا۔ حیفہ اسرائیل کا تیسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ حزب اللہ اسرائیل کے شہر اور فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بناتا رہا ہے۔ اسرائیل بھی مختلف مقامات پر حزب اللہ اور ایران اور اس کی حمایت یافتہ تنظیموں اور جنگی گروپوں کے افسران وکمانڈروں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے۔ اسرائیل کے وزیر خارجہ کرٹز نے سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ ٹوئٹر یا ایکس پر ایک بیان میں حزب اللہ کو دارنگ دی تھی کہ اگر سید حسن نصر اللہ کے گروپ نے حیفہ بندرگاہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو اس کے بہت بھیانک نتائج ہوں گے اور ہم اس لمحہ کے قریب پہنچ رہے ہیں کہ لبنان اور حزب اللہ کے خلاف کارروائی کرکے کھیل کے قاعدے اور قانون بدل دیں گے۔ اسرائیل اس صورت حال میں اہل لبنان کو مجموعی طور پر ڈرانا چاہتا ہے۔ وہ حزب اللہ کو وارنگ کے ساتھ اہل لبنان پر اخلاقی دباؤ ڈال رہا ہے کہ حزب اللہ کے ساتھ اس متوقع جنگ کا اثر ہم لبنانیوں کو بھی بھگتنا پڑے گا۔ اس وجہ سے لبنان کے کئی ٹولے گروپ، سیاسی گروہ اور پارٹیاں اپنے آپ کو حزب اللہ کی کارروائیوں سے الگ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

حزب اللہ کے لبنان میں حلیف سیاسی اور عسکری گروہ 'امل تحریک' کے لیڈر نبیہ بیری جو کہ لبنان کی پارلیمنٹ کے اسپیکر بھی ہیں، اسرائیل کو لگاتار سخت طریقہ سے آگاہ کررہے ہیں کہ وہ لبنان پر حملہ کرنے کی غلطی نہ کررے۔ نبیہ مصطفیٰ بیری 1992 سے اب تک پارلیمنٹ کے اسپیکر کے عہدے پر فائز چلے آرہے ہیں اور انھوں نے لبنان کی سیاسی اور خانہ جنگی زندگی کے بڑے اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں۔ وہ حرکتہ امل کے سیاسی گروپ Hope Movement کے رکن ہیں۔ وہ خود حیسانیوں کے ایک سرگرم گروپ اور مزاحمتی تحریک کے رکن ہیں۔

نبیہ مصطفیٰ بیری کی امل تحریک یا حرکتہ امل 1980 میں اسرائیل کی فوج کی لبنان میں کارروائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے معرض وجود میں آئی تھی۔ وہ جنوبی لبنان کی بقاوادی میں اسرائیل کی فوج کے خلاف مزاحمت کرچکے ہیں۔ 1984 میں ہونے والے پہلے انتفاضہ (Intifada) میں لبنان کے ایک اور لیڈر ولید جملات کے ساتھ کام کرچکے ہیں۔ وہ دریاست جنوبی لبنان میں دریوار بر کری حکومت میں وزیر بھی رہ چکے ہیں۔

لبنان، شام اور فلسطین کے درمیان ایسے گہرے رشتے ہیں جو لبنان اور اس پورے خطے میں اسرائیل کے لیے بدترین مسائل پیدا کرسکتے ہیں۔ پچھلے دنوں لبنان کے اندر فلسطینی کاز اور شام کے مہاجروں کے خلاف جو جذبات ظاہر ہوتے تھے، وہ اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ لبنان 1980 کے عشرے کی خانہ جنگی اور خارجی جارحیت کا شکار ہونے جارہا ہے۔ ■

اسرائیل کے عزائم: داخلی سیاست اور معیشت

اسرائیل کی سخت دھرمی عالمی قوانین قراردادوں کی دھجیاں اڑانے کی فطرت، جنگ وجدال پر اس کے مکمل انحصار نے ایک بار پھر لبنان اور قریب وجوار کے خطے ممالک کو بدترین جنگ کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اسرائیل نے اقوام متحدہ کی قرارداد کو جوخود اس کے وجود کو ممکن بنانے میں کلیدی رول ادا کرتی رہی ہے، مسلسل نظرانداز کررہا ہے بلکہ اقوام متحدہ کے اعلیٰ ترین عہدیداروں اور مشرق وسطیٰ کے سفارت کاروں کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لیے اس کی سفاک فتح جس کو دنیا کے سب سے بڑے امن کے اقوام متحدہ نے انسانیت کو نظرانداز کرنے والا قرار دیا ہے۔ اس کی وحشی فوج اسرائیل لبنان کے ایک بڑے قطعہ اراضی پر قابض ہے اپنی سرحد سے ملے ہوئے لبنانی خطوں پر اس نے عام انسان کی زندگی اجیرن کررکھی ہے اور اب جنون کو آگے بڑھاتے ہوئے لبنان کو ایک بار پھر تخت وتاراج کرنے پر آمادہ ہے۔ یہی ہے اسرائیل لبنان پر حملہ کرنے آئی اہمادیوں کو استعمال کرنے کی یورپی یونین اور ناٹو کارکن ملک حال پیدا ہوئی ہے تو اس جنگ شدید ہونے کے امکانات گی۔ دوروز قبل حزب اللہ کے اسرائیل کے فوجی اڈوں کے اپنے دے چکے ہیں۔ اگر اس نے اڈوں کو ہمارے خلاف استعمال کے خطرناک نتائج بھگتنے پڑیں فوجی اڈوں کو اسرائیل کو استعمال

ہوئے لبنان کو ایک بار پھر تخت نہیں ایک خطرہ اور پیدا ہوگیا کے لیے قبرص کی سرزمین اور کوشش کررہا ہے۔ قبرص ہے اور اگر کوئی نا خوشگوار صورت کے دائرہ کو وسیع ہونے اور خطرناک مقام پر لے آئے سربراہ حسن نصر اللہ قبرص میں خلاف استعمال پر وارنگ اسرائیل کو اپنی سرزمین پر فوجی کرنے کی اجازت دی تو اس کے اگر قبرص کی حکومت اپنے کرنے کی اجازت دیتی ہے تو اب اس کو بھی جارج سمجھا جائے گا۔ اسرائیل اس کے فوجی اڈوں کا استعمال کرتا رہا ہے اور فوجی مشقوں کے دوران برطانیہ اور اسرائیل کے تعلقات اور امراسم کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ابھی تک ایسے شواہد سامنے نہیں آے ہیں جن سے ثابت ہوسکتا ہو کہ اسرائیل برطانوی کنٹرول والے ملکوں کو استعمال کررہا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا واقعی اسرائیل برطانوی فوجی اڈوں کو استعمال نہیں کررہا ہے۔ حزب اللہ نے اسرائیل اور قبرص کو یہ وارننگ اسرائیلی وزیر خارجہ کے بیان کے بعد دی ہے جس میں کہا گیا تھا کہ لبنان پر حملہ کرنے کا منصوبہ منظور ہوگیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس دھماکہ خیز صورت حال کا اثر صرف عرب ملکوں پر پڑا ہو۔ اسرائیل کے اندر بھی زبردست اتھل پتھل ہے۔ 7 اکتوبر 2023 کے حملے کے بعد اسرائیل کے دفاعی انخلاط کی پول کھل گئی ہے۔ اسرائیل پوری دنیا سے بدھوبنوں کو اکر بسارہا تھا اور فلسطینیوں کی سرزمین پر مختلف جلوں، بہانوں اور بغیر بہانوں کے قبضہ کرکے ناجائز بستیاں تعمیر کررہا ہے اور قوام متحدہ اور عالمی طاقتوں کے اعتراضات کے باوجود کررہا ہے۔ 7 اکتوبر 2023 سے قبل تک یہ سلسلہ چل رہا تھا مگر اب بڑی تعداد میں یورپی اور خارجی بدھوبنوں کی اسرائیل کی طرف منتقلی رک گئی ہے۔ اس کے علاوہ حزب اللہ کی لگاتار کارروائی کی وجہ سے شمالی اسرائیل کے شہروں سے 90 ہزار سے زائد شہری اپنے گھر اور ادارے چھوڑ کر جاچکے ہیں۔ اس طرح جنوبی لبنان سے بھی بڑی آبادیاں منتقل ہوگئی ہیں۔ ■

قبرص: تاریخ، جغرافیہ اور سماجی ڈھانچہ

قبرص (سائپرس) جغرافیائی لحاظ سے بہت نازک مقام پر قائم ہے، چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا ہے اور ان ہی جغرافیائی لحاظ سے اہم ہونے کی وجہ سے عسکری نقطہ نظر سے بھی اہمیت کا حامل ہے۔ لبنان اسرائیل اور ارض فلسطین سے مرتب ہونے کی وجہ سے کئی ممالک کے باشندے بہتر زندگی روزگار اور یورپی پناہ گزیں کی وجہ سے مغربی ایشیائی ممالک کی توجہ کے سبب سرمایہ کاری کا بھی مرکز ہے۔ یورپی یونین کا ممبر ہونے کی وجہ سے قبرص میں مہاجرین اور قبرص کے مواقع اور حالات کا فائدہ اٹھانے میں مغربی ایشیا کے ساتھ قبرص کی وجہ سے یہاں کی حکومت نے غیر ملکیوں کے لیے Cyprus Permanent Residency Programme (PRI) بنایا ہے۔ اسرائیل کے لوگ اس پروگرام سے بہت زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور کئی نے اس ملک کو اپنا دوسرا وطن قرار دے دیا ہے۔ پی آر آئی کے قاعدہ 6(2) کے ذریعہ لامحدود اختیارات کے ساتھ مستقل رہائشی اختیار کرسکتے ہیں۔ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ یہ اسکیم غیر یورپین لوگوں کو بھی یورپی لوگوں کی طرح کے اختیارات دیتی ہے۔ نائٹ غیر یورپی نوآبادکاروں کو اپنی شہریت کی تجدید کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی شہریت ختم ہوتی ہے۔

ہوائی جہاز سے قبرص کا راستہ ایک گھنٹے کا بھی نہیں ہے۔ ملاحظہ کریں نقشہ۔ بہت سے لبنانی، اسرائیلی، فلسطینی اپنے وطن میں جنگ وقتل سے نجات حاصل کرنے اور بہتر مواقع حاصل کرنے کے لیے قبرص کا رخ کرتے ہیں۔ آج قبرص عرب اور اسرائیل سرمایہ کاروں کے لیے ایک پسندیدہ ملک اور منزل بن گیا ہے۔

قبرص، لبنان، ترکی، شام، اردن، مصر کے قریب ہے اور براعظم افریقہ کے کئی ممالک کے لوگ خانگی خلفشار سے فرار حاصل کرنے کے لیے ان یورپی ممالک کا رخ کرتے ہیں جو ان کے قریب ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مہاجرین قبرص کا رخ کرتے ہیں۔ مسافت کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو دوسرے نمبر پر یونان آتا ہے اور پھر ترکی۔ اٹلی، قبرص کا سامی ڈھانچہ بھی بڑا دلچسپ ہے۔ اس کی ملی جلی آبادی، یونانی لبنان اور ترکی لنسل ہے۔ قبرص کے ترک نژاد شیری شمالی قبرص اور یونان نژاد یا یونانی نسل کے قبرص کے شیری جنوبی قبرص میں رہتے ہیں۔ عربی زبان بولنے والے لبنانیوں کی بھی اچھی خاصی تعداد قبرص میں مقیم ہے اور ایک اور آرمینیائی نسل کے لوگ بھی سامی تانے بانے کا اٹوٹ حصہ ہیں۔ ایک زمانے میں قبرص پر ترکی کا قبضہ تھا اور ترکی کے حکمرانوں (سلطنت عثمانیہ) پر الزام تھا کہ اس نے آرمینیائی لوگوں پر بدترین مظالم ڈھائے تھے اور یورپی یونین ان ہی الزامات اور نسلی تطہیر کی وجہ سے ترکی کو مکمل ممبر کا درجہ نہیں دے رہی ہے۔ ترکی کی یورپی یونین مکمل ممبر شپ میں ان ہی نکات پر فرانس اور برطانیہ کا اعتراض ہے۔ ■

چین کی مصالحت یا سفارتی مسابقت!

مغربی ایشیا میں عربوں کی امریکہ سے ناراضگی نے چین کو ایک بار علاقے میں مرکزاور بہتر رول ادا کرنے کا موقع فراہم کردیا ہے۔ چین نے مغربی اور جنوبی ایشیا میں سفارتی اور سیاسی سطح پر اپنا عمل دخل بڑھا دیا ہے تو دوسری طرف اب اقتصادی محاذ پر بھی دونوں فریقوں کے درمیان تعاون جاں بحل اور تجارت میں اضافے کے وسیع امکانات پیدا ہورہے ہیں۔ چینگ سین چین اور عرب ممالک تعاون اقتصادی تنظیم کی میٹنگ میں چین نے عرب ممالک کے تئیں اپنے عزائم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ تمام حساس اور تصفیہ طلب امور کو حل کرنے میں تعاون کرسکتا ہے۔

خیال رہے کہ چین نے سال رواں کے ماہ اپریل میں عربوں اور ایران کے درمیان تعطل کو ختم کرنے میں اہم رول ادا کیا تھا اور اس کی غیر معمولی مصالحتی کوششوں کی وجہ سے مسلم دنیا میں شیعہ گی کو کم کرنے اور کئی حساس ایشوز پر اتفاق رائے قائم کرنے میں مدد ملی تھی اور اس طرح اگر چہ ایران اور اس کی حمایت یافتہ طاقتوں کے ساتھ تمام عرب اختلافات پوری طرح ختم نہیں ہوئے تھے مگر اچانک تصادم کی صورت حال کو ختم کرنے اور کشیدگی کے خاتمے میں مدد ملی تھی۔ سعودی عرب اور ایران کے درمیان سفارتی تعلقات کی بحالی نے پورے خطے کو تصادم اور فرقہ وارانہ آتش فشاں میں دھکیلنے سے بچنے میں مدد دی تھی۔

ایک بار پھر چینگ سین نے مغربی ایشیا کے حساس ایشوز کو حل کرنے میں مدد کی پیشکش کی ہے۔ چین بنیادی ڈھانچہ کی تعمیر میں ایک بہت بڑی صنعت والا ملک ہے۔ افریقہ میں اس نے ایسے بہت سے ممالک میں ادارے اور انتظامی ڈھانچے تعمیر کیے ہیں جن پر مغرب کا غلبہ تھا اور مغربی ممالک منمانی انداز میں کام کرتے تھے اور اس ممالک کے اندرونی امور میں مداخلت اور سیاسی سخت اور بوا کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ چین کی آمد کے بعد افریقہ اور سب اقوام متحدہ کی نگرانی میں جو پانچ ممالک اور فریقوں کا ایک گروپ مسئلہ فلسطین کو حل کرنے اور دو ریاستی فارمولے کو نافذ کرنے کے لیے بنایا گیا تھا، جس میں ایک فریق روس اور یورپی یونین بھی شامل ہے۔ اپنا موثر رول ادا نہیں کرپایا تو آج کے حالات میں چین کس طرح ایک موثر مصالحت کار رول ادا کرسکتا ہے۔ بہرکیف چین کی نیت پر سوال اٹھانے کے بجائے کسی ایک یا دو تین امور پر چین اپنا کردار کو جما سکتا ہے۔ مثلاً حماس اور الفتح کے درمیان کسی اتفاق رائے تک پہنچنے کی کوشش چین نے اسی ماہ اپریل میں کی تھی۔ حماس اور الفتح کے درمیان بدترین اختلافات میں دوفوں پارٹیاں سیاسی، سفارتی اور فوجی اثر ورسوخ رکھتی ہیں اور اس کے لیے فلسطینی کاز کو ان دوفوں کے اختلافات سے وہی بدترین نقصان پہنچ رہا ہے جو سوڈان میں جنرل حمیدتی اور فوجی سربراہ جنرل البشیر کے تنازع کرنے اور افواج سے ہورہا ہے بلکہ سوڈان کی صورت حال سے زیادہ خراب اس وقت فلسطینی کاز کی ہے۔ سوڈان میں کئی فریقین ملوث ہیں اور آمنے سامنے لڑرہے ہیں، مگر فلسطینی کاز کو نقصان پہنچانے اور فلسطینی عوام کو سخت سستی سے منانے کے لیے تقریباً پورا مغرب اسرائیل کی جابر اور ظالم حکومت کی پشت پر کھڑا ہے۔ اس فلسطین اور اہل فلسطین ان وقت جدید اور قدیم ہتھیاروں کی تجربہ گاہ بن گئے ہیں اور ہر طرح کے ہتھیاروں کا تجربہ کیا جارہا ہے۔ اس ظلم وستم کا رہا بدل ہو مہذب اور اعلیٰ جمہوری اقدار کے نفاذ کا دعویٰ کرنے والے ممالک بھی شامل ہیں، جنہوں نے جمہوریت اور انسانیت پر تنگ اسٹریٹیجک اپنے ٹھیکیدار ٹھیکیدار کھا رکھا ہے۔

بہرکیف عرب اور مسلم دنیا امریکہ اور دیگر مغربی طاقتوں کا اپنی معیشت پر اثر ورسوخ ختم کرنے کے لیے چین کی مدد لے رہی ہے۔ یہ مغربی ایشیائی ممالک اپنی دولت اور سرمائی کو بچانے، عوام کے تحفظ کے لیے چین کے ساتھ تعاون بڑھا رہے ہیں۔ چین عربوں سے تیل اور اور پٹرولیم مصنوعات حاصل کررہا ہے۔ چینی ممالک اور چین کے درمیان تجارت 2023 میں بڑھ کر 28.9 بلین ڈالر ہوچکی ہے۔ سعودی عرب بھی پوری دنیا سے تجارت کررہا ہے اس میں چین کی حصہ داری 40 فیصد ہے۔ مگر ایسے حالات میں بھی چین عالمی تنازعات میں قیام امن کے لیے بڑے پیمانے پر کوئی کارگر رول ادا کرسکے اس کا امکان کم ہی ہے۔ ■

مرحوم آیت اللہ خمینی کے حامیوں نے اقتدار پر قبضہ کرکے مغرب کے ساتھ برابر اسرت تصادم کا راستہ اختیار کیا جو آج بھی جاری ہے۔ ایران اور اس کی ہم خیال طاقتیں اسرائیل کے وجود کو تسلیم نہیں کرتی ہیں اور اس کو ختیت ناہود کرنا چاہتی ہیں۔ ایران کی یہ بالکل الگ تصادم والی راہ عربوں کی پالیسی سے قدرے مختلف اور جدا گانہ ہے۔ اس کے علاوہ عرب اور ایران ممالک کے تعلقات بھی بہت اچھے نہیں رہے ہیں۔ ایران کی قیادت موجودہ اور سابقہ ——— امریکہ کے ساتھ عربوں کے تعلقات اور تعلقات کو کشارت کی نگاہ سے دیکھتی رہی ہے۔ 2001 میں عرب بہار میں ایران کے تعلقات میں خرابی اور بعد اراں، شام، عراق، یمن اور بحرین میں پرتشدد مظاہروں نے عرب اور ایران کے درمیان ایک خلیج پیدا کردی تھی اور طویل عرصہ تک تخطل اور تصادم کا یہ سلسلہ چین نے اس وقت توڑنے میں کامیابی حاصل کی جب چین کی قیادت نے مصالحت کرا کے سعودی عرب اور ایران کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کرادیے تھے۔ اس کے بعد پورے مغربی ایشیا میں تصادم کے خاتمے کی راہ ہموار ہوئی ہے اور آج چند امور اور Hotspot کو چھوڑ کر حالات سازگار ہیں اور امت میں بظاہر اُمن اور اخوت ہے۔ اس پورے ناہموار شدید سنی تنازع کو ختم کرنے میں چین کی گراں قدر کوششوں کے باوجود چین غزہ کی حالیہ جنگ سے پیدا ہونے والی صورت حال اور بحران کو ختم کرنے کے لیے اپنا تعاون دینا چاہتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا چین کا مغربی ایشیا اور قریب وجوار کے ممالک پر اتنا اثر ہے کہ وہ ایک کارگر مصالحت کا رول ادا کرسکے گا اور اس قدر پیچیدہ مسئلہ یعنی مسئلہ فلسطین کو حل کرپائے گا۔

چین نے سال رواں کے ماہ اپریل میں عربوں اور ایران کے درمیان تعطل کو ختم کرنے میں اہم رول ادا کیا تھا اور اس کی غیر معمولی مصالحتی کوششوں کی وجہ سے مسلم دنیا میں کشیدگی کو کم کرنے اور کئی حساس ایشوز پر اتفاق رائے قائم کرنے میں مدد ملی تھی۔

مصر کے علاوہ چین نے مغربی افریقہ کے ملک تیونس کے ساتھ بھی تعلقات کو بہتر بنانے اور اقتصادی تعاون کو فروغ دینے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ لیکن مغربی ایشیا اور عرب ممالک جن سخت حالات اور